سوال

(59) جمعہ میں دو اذانیں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا جمعہ کے دن خطبہ کے وقت جو اذان دی جاتی ہے اس سے پہلے اذان دینا جائز ہے یا نہیں تاکہ لوگوں کو کچھ جلدی اطلاع ہو جائے تاکہ جمعہ کے خطبہ و نماز کے لیے تیار ہو جائیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

خطبہ کے وقت (جمعہ کے دن) جو اذان دی جاتی ہے اس سے پہلے بھی اذان دینا جائز ہے۔ دلیل اس کی وہ حدیث ہے جو بخاری شریف میں ''باب الاذان عند الخطبہ'' کے تحت میں مذکور ہے۔ ملاحظہ فرمائیے!

((عن الزہری قال سمعت السائب بن یزید یقول ان الاذان یوم الجمعة کان اولہ حین یجلس الامام یوم الجمعة علی المنبر فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہ کان فی خلافة عثمان رضی اللہ عنہ وکثروا امر عثمان یوم الجمعة بالاذان الثالث فاذن علی الزوراء فثبت الامر علی ذلک))

''امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سائب بن یزید (یہ صغیر صحابی ہیں) سے سنا جو فرما رہے تھے کہ جمعہ کے دن اذان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے تک اس وقت دی جاتی جب امام منبر پر آکر (خطبہ کے لیے) بیٹھتا تھا، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور آدمی بھی بہت ہوگئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تیسری اذان (یعنی خطبہ کے وقت اذان اور اقامت کے علاوہ) کا امر فرمایا: پھر وہ اذان زوراء کے مقام پر دی گئی۔''

پھر یہ بات اور حکم اسی پر ثابت رہا اور بیہقی کی سنن کبری میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

''حتی الساعة'' یعنی اس وقت تک یہ حکم ثابت ہے۔ اس حدیث سے مسئلہ مبحوث فیہا ہر استدلال بایں طور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ اذان (خطبہ کے وقت پہلی اذان) بڑھا دی اور وہ خلفائے راشدین نے اس میں کوئی شک نہیں کیا اور دوسرے سب صحابہ نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا بلکہ اس بات پر اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا جس پر ''فثبت الامر علی ذلک حتی الساعة'' کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس حکم کو نہیں بدلا اور ان کے دور خلافت میں بھی اس پر قائم رہا۔ بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی یہی بات بحال رہی اور یہی آخری صحابی ہیں جو خلافت پر متمکن ہوئے۔ یہ بات کیونکہ معلوم ہوئی؟ اس کے لیے یہ گزارش ہے کہ امام زہری سنہ ۵۰ پچاس ہجری کے بعد تولد ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سنہ ۴۰ چالیس ہجری میں وفات پا چکے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ۶۰ ساٹھ ہجری میں وفات پا چکے تھے گویا اس وقت امام زہری آٹھ نو برس کے بچے

ہوں گے یعنی ان خلفاء رضی اللہ عنہم کا زمانہ کماحقہ انہوں نے نہیں پایا لیکن جب حضرت سائب یزید رضی اللہ عنہ سے (زہری) حدیث بیان فرماتے ہیں اس وقت یہ غالبا سن شباب کو یا کھولت کو پہنچ چکے ہوں گے اوراسی وقت صحابی مذکورہ نے ان سے روایت بیان کی اور صحابی یہ فرمارہے ہیں کہ یہ بات یعنی اذان ثانی جوحضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بڑھادی تھی،ثابت ہوئی۔(اس صحابی نے سنہ ۹۱ ہجری میں وفات پائی)

خلاصہ کلام:......یہ کہ ان خلفاء راشدین کا زمانہ گزرچکا لیکن انہوں نے اس کام کو تغیر نہیں دیااوراس کو بند کیا۔لہذا سب صحابہ کا اس پر اجماع ہوگیااور آنحضرتﷺ کے صحابہ کا اجماع حجت ہے۔واللہ اعلم بالصواب

میری ساری کی ساری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی،اگرحضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ فعل صحیح نہ ہوتا توصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر ضرورمعترض ہوتے اوراس پر اتفاق قطعا نہ کرتے ہمیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے حال کواپنے حال پر قیاس نہیں کرنا چاہیے ان کا حال امر بالمعروف ونہی عن المنکرمیں وہ تھا کہ ہمارے تصور سے بھی بالاتر ہے وہ اس بات میں کسی لومۃ لائم یاکسی حاکم (خواہ کتنا ظالم ہو) سے خوف نہیں کھاتے تھے اوربغیر کسی پس وپیش کے حق کوادافرماتے تھے جب رسول اللہﷺ نے یہ فرمایا ہے:

((فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین)) ابوداود،کتاب السنۃ،باب فی لزوم السنۃ،رقم الحدیث:٤٦٠٧۔

''یعنی تم میری سنت اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کولازم پکڑلو۔''

لہذا یہ ثابت ہوگیا کہ یہ سنت دوراشد خلیفوں کی سنت ہے(یعنی حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما) توہمیں آپ کے ارشاد گرامی کے مطابق اس کوپکڑلینا چاہئے،البتہ چونکہ آنحضرتﷺ کے زمانے میں یہ اذان نہیں دی جاتی تھی لہذا اگرکوئی نہیں دیتا تواس پر بھی طعن وتشنیع نہیں کرنی چاہئے یعنی جومسجدوالے یہ اذان ثانی دیتے ہیں وہ بھی اچھا کرتے ہیں اورجونہیں دیا کرتے بلکہ صرف خطبہ کے وقت والی اذان دیتے ہیں وہ بھی کوئی برانہیں کرتے لہذا دونوں پر طعن وتشنیع کرنا انصاف سے بعید ہے،باقی یہ جوحدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امر فرمایا کہ زوراء پر اذان ثانی دی جائے وہ لوگوں کی سہولیات کی وجہ سے تھا

تاکہ سب لوگوں کوجمعہ کی نماز وخطبہ وغیرہ کے وقت قریب ہونے کا علم ہوجائے اس لیے یہ ضروری نہیں کہ اس اذان کوخواہ مخواہ باہر جاکرکسی مقام پر دینا چاہئے بلکہ جہاں سے بھی آوازلوگوں تک پہنچ جائے صحیح ہے۔

مثلامسجد کے مینار پر یامسجد میں ہی کسی بلند جگہ پر کھڑے ہوکراذان دی جائے یاآج کل مسجدوں میں لاوڈاسپیکرلگائے جارہے ہیں،پھر وہیں لاوڈاسپیکر کے قریب ہی کھڑے ہوکراذان دینی چاہئے یعنی مقصد آوازپہنچانا ہے اوریہی محققین کا مسلک ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 323

محدث فتویٰ